ادبیات

کلامِ جگر

از جنابِ جگر مُرادآبادی

جلوہ بہ قدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رہے — کیا دیکھتے ہم اُن کو، مگر دیکھتے رہے
اپنا ہی عکس، پیشِ نظر دیکھتے رہے — آئینہ روبرو تھا، جدھر دیکھتے رہے
کیا قہر تھا کہ پاس ہی دل میں لگی تھی آگ — اندھیر ہے کہ دیدۂ تر دیکھتے رہے
اُن کی حریمِ ناز کہاں اور ہم کہاں — نقش و نگارِ پردۂ در دیکھتے رہے

لاکھ آفتاب پاس سے ہو کر گذر گئے
بیٹھے ہم انتظارِ سحر دیکھتے رہے

سودا جواب ہے سر میں وہ سودا ہی اور ہے — اُس کا چمن ہی اور ہے صحرا ہی اور ہے
لیلائے آب و گِل تو ہزاراں ہزار ہیں — مجنوں ہے جس کی رُوح وہ لیلا ہی اور ہے
یہ حسنِ رنگ رنگ بھی کچھ کم نہ تھا مگر — کیا کیجیے کہ دل کا تقاضا ہی اور ہے
صورت میں یہ فروغ، یہ جذب و کشش کہاں — درپردہ کوئی شاہدِ معنیٰ ہی اور ہے
خود حُسن، استعارہ ہے جس کے جمال کا — وہ جانِ حسن و حسنِ سراپا ہی اور ہے
جو حُسنِ ششِ جہت سے نہ سیراب ہو سکی — محسوس اب ہوا وہ تمنا ہی اور ہے
جس سے کہ مطمئن ہو مری نظرتِ بلند — شاید وہ حسن و عشق کی دنیا ہی اور ہے